OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
mei.aiou.edu.pk
iri.aiou.edu.pk

اسم محمد ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کی جلالت قدر کا تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ

(Research Analytical Study of the Sublime and Lofty Name and Personality of Prophet *Muhammad* s.a.a.w)

***ابرار حسین**
پی،ایچ،ڈی سکالر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
****ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی**
پروفیسر/چیئرمین، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

The sublime status and zenith, which Allah Almighty has blessed his beloved prophet (P.B.U.H), can neither be accessed by any other prophet nor the human and angel. He (S.A.W.W) is miraculously good, unmatchable in character, lineage, Holy book name and qualities.

"Muhammad" (S.A.W.W) id the name that was closer after authentic reasoning and intuition. It has been concealed in the layers of panorama for centuries. Such a sublime name is the Royal Leader of the names and it connotes the Royal leadership of Muhammad (S.A.W.W) for both the world and hereafter. Truly the personality reflects the essence of name and vice versa. At times, the question arises whether there is any relationship between the name and personality. If a relationship exists, then why people do not pay attention while choosing the best name for their newly born babies. So that the effects concealed in names may appear in the personalities.

In below lines, it is endeavored to present proofs of the effectiveness of the name "Muhammad" on the bases of observation and experience.

اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو جو بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے، اس تک نہ کسی نبی و رسول کی رسائی ہوئی ہے اور نہ کسی بشر و ملک کی۔ معجزات و کرامات، شرافت و نجابت، حسب و نسب، کتاب و شریعت اور اسماء و صفات ہر چیز میں آپ ﷺ بے مثل و بے مثال ہیں۔ محمد وہ مبارک اور پاکیزہ کلمہ ہے جسے عمدہ الہام و تدبیر سے سیدنا محمد ﷺ کے لئے بطور علم منتخب کیا گیا اور کئی قرون تک زندگی کے ضمیر میں محفوظ رکھا گیا۔ یہ وہ کلمہ ہے جو کلام کا سردار ہے، جیسے سیدنا محمد ﷺ لوگوں کے سردار ہے۔ یہ دو عظیم چیزیں (ذات کلمہ اور مسمیٰ اسم) آپس میں مل رہی ہیں۔

کبھی کبھی سائل کے لئے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پوچھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کے لئے یہ پاکیزہ نام "محمد" کیسے پسند کیا؟ ولادت سے پہلے ان کا نام احمد رکھا اور ولادت کے بعد محمد۔ پھر اسم اور مسمیٰ میں موافقت ہے یا یہ محض اتفاق ہے؟ اگر موافقت جیسی چیز موجود ہے تو پھر کیوں لوگ اس امر کی طرف

متوجہ نہ ہوئے کہ وہ ایسے نام رکھیں جو عمدہ دلالت والے ہوں تاکہ اسماء میں جو عمدگی موجود ہے وہ ان کی ذاتوں میں بھی موجود ہوتی۔ ذیل کی سطور میں اسم محمد ﷺ پر بحث کرتے ہوئے اس بات کا جائزہ پیش کرنے کی سعی کی جارہی ہے:

اسم محمد کی تشریح اور تحقیق

لفظ محمد "التحمید" مصدر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، جس میں مبالغہ کے معنیٰ پائے جاتے ہیں، یعنی بہت زیادہ تعریف کیا ہوا۔ یہ سرکار کا ذاتی نام ہے جیسے لفظ ''اللہ ''ہمارے خالق و مالک کا ذاتی نام ہے، باقی سب صفاتی نام ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے اسماء ذات دو ہیں: احمد اور محمد۔ آسمان پر احمد ہے اور زمین میں محمد۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانی الاصل ہیں۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو حضور ﷺ کا تعارف احمد نام سے کرایا اور آپ ﷺ کی آمد کی بشارت سنائی ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾[۱]۔ (اور اس عظیم رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے) یعنی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں اور قیامت کے دن آپ ﷺ اپنے رب کی ان کلمات سے حمد کریں گے جن کلمات سے اللہ تعالیٰ کی کسی نے حمد نہیں کی ہو گی۔

محمد شریف الحق امجدی لکھتے ہیں: "احمد مجرد سے اسم تفضیل ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں بہت زیادہ تعریف کرنے والا۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ معنیٰ مفعول سے اسم تفضیل ہو جیسے اشہر بمعنی زیادہ مشہور۔ اب احمد کے معنی ہوئے زیادہ تعریف کیا ہوا۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ صفت مشبہ کا صیغہ ہو اور اس کے معنی ہوں حمد والا"[۲]۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے چار جگہ اسم محمد کو اور ایک جگہ اسم احمد کو ذکر فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے:

۱۔ ﴿وما مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ﴾[3]۔ (حضرت) محمد ﷺ صرف رسول ہی ہیں)۔

۲۔ ﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ﴾[۴]۔ (حضرت محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں)۔

۳۔ ﴿وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ﴾[۵]۔ (اور جو حضرت محمد پر اتاری گئی اس پر ایمان لے آئے)۔

۴۔ ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ﴾[۶] " (محمد اللہ کے رسول ہیں)۔

اس سلسلہ میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ وَأَنَا المَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الكُفْرَ، وَأَنَا الحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا العَاقِبُ"[۷]۔

(کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹادے گا اور میں حاشر ہوں اللہ تعالیٰ میرے بعد حشر قائم کرے گا اور میں عاقب ہوں)۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ محمد بن خلیفہ ابی مالکی لکھتے ہیں کہ " محمد، حمد سے ماخوذ ہے اور مفعل کے وزن پر اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں بہت زیادہ حمد کیا ہوا۔ نبی کریم اس کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ایسی حمد کی ہے جو کسی اور کی نہیں کی اور آپ ﷺ کو دو محامد عطا کئے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں کئے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ ﷺ کو وہ چیزیں الہام کرے گا جو کسی اور کو الہام نہیں کرے گا ۔ جس شخص میں خصال محمود کامل ہوں اس کو محمد کہا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ باب تکثیر کے لئے ہے یعنی جس کی بہت زیادہ حمد کی جائے وہ محمد ہے "[8]۔

علی بن سلطان محمد القاری لکھتے ہیں: " محمد تحمید کا اسم مفعول ہے اس کو وصفیت سے اسمیت کی طرف مبالغہ کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔ بکثرت خصال محمودہ کی بنا پر آپ ﷺ کا نام محمد رکھا گیا ہے، یا اس لئے کہ آپ ﷺ کی بار بار حمد کی جاتی ہے، یا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی بہت حمد کرے گا۔ اسی طرح ملائکہ ، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام آپ ﷺ کی حمد کریں گے، یا اس لئے کہ اولین وآخرین آپ کی حمد کریں گے اور قیامت کے دن تمام اولین وآخرین آپ کی حمد کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر والوں کے دل میں یہ الہام کیا کہ وہ آپ ﷺ کا نام محمد رکھیں "[9]۔

نبی اکرم ﷺ احمد الحامدین (حمد کرنے والوں میں سے سب سے آگے) احمد المحمودین (جن کی تعریف کی جاتی ہے ان میں سے بھی رفیع) ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ قیامت کے روز لواء الحمد ہوگا اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے وعدہ کر رکھا ہے۔ جہاں اولین وآخرین آپ ﷺ کی شفاعت طلب کرنے کے لئے آپ ﷺ کی تعریف کریں گے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں حضور ﷺ کی امت کو حمادین (بہت زیادہ حمد کرنے والا) کہا گیا ہے۔ پس آپ ﷺ اس کے حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو محمد اور احمد کے نام سے سرفراز کر دیا جائے۔

مذکورہ احادیث میں آپ ﷺ کے اسماء کے بیان میں محمد کو احمد پر مقدم کیا گیا ہے، کیونکہ محمد، احمد سے زیادہ مشہور ہے، بلکہ ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آپ ﷺ کا نام محمد رکھا گیا اور کعب بن احبار نے روایت کیا ہے کہ عرش کے پائے پر سات آسمانوں، جنت کے محلات اور بالاخانوں پر ، حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر سدرۃ المنتھیٰ اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان محمد لکھا ہوا ہے۔ اس نام کو تمام ناموں پر فضیلت ہے۔ ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم، جو شخص تمہارا نام رکھے گا میں اس کو جہنم میں نہیں ڈالوں گا۔ دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دستر خواں پر محمد یا احمد نام کا شخص ہوگا میں اس گھر کو دن میں دو بار پاک کروں گا۔۔۔ البتہ جب آپ ﷺ کی ولادت کا زمانہ قریب آیا اور اہل کتاب نے آپ کی ولادت کے زمانے کے قریب آنے کی بشارت دی تو بہت سے لوگوں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھا۔۔۔ زیادہ مشہور یہ ہے کہ پندرہ بچوں کا نام "محمد" رکھا گیا[10]۔

اس کے بعد جہاں تک یہ بات غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کا قبل از ولادت احمد اور بعد از ولادت محمد نام رکھنا پسند فرمایا ہے۔اس بارے میں علامہ عبد الکریم الخطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "آپ ﷺ اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرف سے محمد ہیں۔آپ ﷺ نے اپنے رب کی تعریف، فضل و احسان اور نعمتوں پر کی، جو آپ ﷺ پر کی گئیں اور لوگوں نے تعریف اس لئے کی کہ آپ ﷺ ان کے پاس حق لائے اور ایمان کی طرف ہدایات دیں۔پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی طرف سے تعریف کئے جانے پر محمود ہیں۔اس لئے آپ ﷺ ان دو اسموں کی بنا پر حمد کی تمام صفات کو جامع ہیں"[1]۔

حضور اکرم ﷺ کی ذات میں غور کریں کہ کس طرح تمام کے تمام محامد کامل ترین اور خوب صورت ترین صورت میں آپ ﷺ کے اندر جمع تھے جو بھی کریم، محمود، خلق ہے وہ حضور ﷺ کی ذات میں مکمل صورت میں موجود تھا اور جو بھی عمدہ اور اچھی خصلت تھی وہ حسین ترین انداز میں آپ ﷺ کے اندر موجود تھی ۔اسم محمد کے سوا کوئی اسم بھی ان صفات کریمہ کا کسی صورت میں جامع نہیں ہو سکتا۔

معترض اعتراض کر سکتا ہے اس میں (اسم اور مسمّٰی) جانبین سے موافقت کہاں سے آئی، ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ محض اتفاق ہو جو حضور کی ذات اور اسم کے درمیان واقع ہوا، یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ کا نور چمکا اور کائنات میں آپ ﷺ کا ذکر بلند ہوا تو وہ چیز جو حقیر تھی اور وہ جو کمزور تھا عظیم شان والا ہو گیا ہو۔

یہاں ذات محمد کے اس نام کے تجویز کرنے میں بھی کسی اعتبار سے حسن اتفاق کا معاملہ نہیں ہو سکتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آقا دو عالم ﷺ کی پیدائش کے موقع پر نام معروف نہیں تھا جن افراد کے یہ نام رکھے گے وہ بہت تھوڑے تھے۔بعض نے کہا وہ صرف پانچ تھے۔بعض نے کہا سات تھے۔یہ سب زمانہ نبوی یا اس سے تھوڑا زمانہ پہلے تھے۔ان کی اکثریت نے اسلام کا دور پایا تو حضرت آمنہ بنت وہب کو اس کا ادراک کیسے ہوا، ممکن ہے ان کے کانوں نے سنا تک نہ ہو، یا اپنے یتیم بچے کا نام تجویز کرنے سے قبل ان کے لبوں پر بھی نہ آیا ہو۔

علامہ عبد الکریم الخطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اسم محمد عربوں میں پہلے بھی معروف تھا تو پھر بھی اس قریشی ہاشمی بچے کا یہ نام تجویز کرنا ایسے امور میں سے نہ تھا جس کا پہلے سے انتظار کیا جا رہا ہو، کیونکہ قریش کے اشراف کے ہاں بچوں کے ناموں کی لفظ اور معنوں کے اعتبار سے عظمت مسلم چیز تھی ،مثلاً وہ یہ نام رکھتے حنظلہ، اسد، فھر، غالب عبد العزیٰ، عبد الدار، عبد الات، عبد مناۃ وغیرہ۔ان ہی جیسے اور نام جو سننے والوں کے دلوں میں ہیبت اور خوف پیدا کریں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ کیسے ایک اتفاق تصور کر لیا جائے جبکہ اتفاق تو اچانک واقع ہوتا ہے بغیر حساب و اندازہ کے وقوع پذیر ہوتا ہے ایسا تو ناسمجھی کا کام ہوتا ہے۔اگر یہ اتفاق کا معاملہ ہے تو آپ نے تدبیر و حکمت کے لئے کیا چھوڑا ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے مواقع کہاں ہوں گے۔وہ اپنے بندوں میں سے جب کسی کو منتخب کرے گا تو اس کی تدبیر و حکمت کی آیات کہاں جلوہ گر ہوں گی"[2]۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر اسم اور مسمّٰی میں کوئی تعلق ہے، یا تعلق کا شائبہ ہے تو تمام لوگ اس طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتے کہ وہ ایسے نام رکھیں جو اچھے اور پاکیزہ معنٰی والے ہوں تا کہ ان ناموں میں جو اچھائی اور حق ہے ان کی ذاتوں پر کچھ اثر پڑے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی طبائع مختلف پیدا فرمائیں تا کہ ان کے درمیان موافقت پیدا فرمائے۔اس نے ان میں ایسی موافقت کو پسند نہیں کیا جو ان کی مصلحت کے مخالف ہو۔ کیونکہ لوگ ناموں کے انتخاب میں مزاج کے اعتبار سے مختلف نہ ہوتے تو یہ ممکن نہ تھا کہ سب ایک ہی نام پر متفق ہو جاتے جس سے پہچان ناممکن ہو جاتی اور معاملات درہم برہم ہو جاتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

اسم محمد آپ ﷺ کے کمال مطلق ہونے کی دلیل ہے۔"قاضی عیاض نے کہا ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ احمد تھے اور اس کے بعد محمد ہوئے، کیونکہ پہلی کتابوں میں آپ ﷺ کا نام احمد تھا اور قرآن مجید میں آپ ﷺ کا نام محمد ہے اور آپ ﷺ نے لوگوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔اسی طرح آپ ﷺ آخرت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف (حمد) کریں گے اور اس کے بعد شفاعت کریں گے اور آپ ﷺ سے سن کر لوگ اللہ کی حمد کریں گے۔آپ ﷺ سورۃ الحمد، لواء حمد اور مقام محمود کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کھانے، پینے، دعا اور سفر کے بعد آپ ﷺ کے لیے حمد مشروع کی گئی ہے۔آپ ﷺ کی امت کا نام حمادین (بہت زیادہ حمد کرنے والا) رکھا گیا ہے اور آپ ﷺ کے لیے حمد کے تمام معانی اور اقسام جمع کیے گئے ہیں۔ پس آپ ﷺ اس کے حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو نام محمد اور احمد کا نام دیا جائے"[۱۳]۔

حمد کسی حسن اور کمال پر کی جاتی ہے اور آپ ﷺ علی الاطلاق محمد ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ علی الاطلاق حسن اور کمال ہیں۔اگر آپ ﷺ میں کسی وجہ یا کسی اعتبار سے کوئی عیب یا نقص ہوتا تو آپ ﷺ علی الاطلاق محمد نہ ہوتے کیونکہ نقص اور عیب کی مذمت ہوتی ہے، حمد نہیں ہوتی۔

غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "آپ ﷺ کو کسی زید یا بکر نے محمد نہیں کیا۔آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محمد کیا ہے۔اگر آپ ﷺ میں کسی وجہ سے کوئی عیب یا نقص ہو تو اللہ تعالیٰ کا آپ کو مطلقاً محمد کہنا صحیح نہیں ہو گا۔اللہ تعالیٰ کا کلام غلط ہو سکتا ہے نہ آپ ﷺ میں کوئی عیب اور نقص ہو سکتا ہے۔یہ بات مشرکین عرب کو بھی معلوم تھی، وہ آپ ﷺ میں عیب نکالتے پھر آپ ﷺ کو محمد کہتے۔انہیں خیال آیا کہ محمد کہہ دینے سے تو آپ ﷺ سے عیب کی نفی ہو جاتی ہے۔اس لئے وہ آپ ﷺ کو مذمم (مذمت کیا ہوا) کہنے لگے کہ مذمم میں یہ عیب ہے اور مذمم ایسا ہے۔حضور ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا: وہ مجھ میں عیب نہیں نکالتے کسی مذمم میں عیب نکالتے ہیں، میں مذمم نہیں محمد ﷺ ہوں"[۱۴]۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری روایت کرتے ہیں: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ، يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا، وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ[15]۔

(حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قریش کے سب و شتم کو کس طرح دور کر دیا، وہ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم کو لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ہوں)۔

یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ غیر کا محتاج ہونا حسن ہے یا عیب؟ اگر یہ حسن ہے تو تمام محاسن اور کمالات کا جامع اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کو بھی غیر کا محتاج ہونا چاہئے اور اگر یہ عیب ہے تو آپ ﷺ میں یہ عیب ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ اپنے غیر کے محتاج ہیں کیونکہ آپ ﷺ بہر حال اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "یہ آپ ﷺ کے لئے کمال ہے اور اللہ کے لئے نقص ہے، جیسے عبادت کمال ہے مگر یہ مخلوق کے لئے کمال ہے۔ اللہ کے لئے عبادت کرنا نقص اور عیب ہے، بعض چیزیں حسن لذاتہ اور قبیح لغیرہ ہوتی ہیں اور بعض چیزیں قبیح لذاتہ اور حسن لغیرہ ہوتی ہیں۔ غیر کا محتاج ہونا قبیح لذاتہ ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے اور حسن لغیرہ ہے، کیونکہ بندہ کا یہ کمال ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کا محتاج ہو، اس لئے رسول اللہ ﷺ کا اپنے مولیٰ کا محتاج ہونا آپ ﷺ کا حسن اور کمال ہے"[16]۔

اس سے یہ بات عیاں ہوئی کہ آپ ﷺ ازلاً ابداً محمد ہیں، تعریف کئے ہوئے ہیں اور تعریف ہمیشہ حسن اور کمال کی ہوتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ ہمیشہ سے حسن اور کمال ہیں بلکہ تمام محاسن اور کمالات کی اصل ہیں۔

اسم محمد وصف اور علمیت کا جامع ہے

علامہ ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ نام محمد کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

ویقال: حمد فھو محمد، کما یقال علم فھو معلم۔ وھذا علم و صفۃ، اجتمع فیہ الامر ان فی حقہ ﷺ[17]۔

(کہا جاتا ہے: اس کی حمد کی گئی تو وہ محمد ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے: اس نے تعلیم دی تو وہ معلم ہے۔ لہٰذا یہ (لفظ محمد) علم (نام) بھی ہے اور صفت بھی اور آپ کے حق میں یہ دونوں چیزیں جمع ہیں۔ محمد اور احمد میں وصفیت علمیت (نام ہونے) کے منافی نہیں ہے اور ان دونوں معنوں کا قصد کیا جاتا ہے)۔

ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں "**قصد بہ المعنی الوصفی دون المعنی العلمی**"[18]۔ (جب حضرت جبرائیل نے آپ کو یا محمد کہا) تو اس سے لفظ محمد کے وصفی معنی کا ارادہ کیا اور علمی (نام کے) معنی کا ارادہ نہیں کیا)۔ شیخ شبیر احمد عثمانی نے بھی ملا علی قاری کے حوالے سے اس جواب کا ذکر کیا ہے[19]۔

اسم محمد ﷺ کے فضائل و خصوصیات

ہر نبی کا نام باعث برکت ہے مگر جو خوبیاں اور عظمتیں اسم محمد میں ہیں کسی میں نہیں۔ یہ وہ نام ہے جو مجسمہ حسن و جمال اور پیکر خوبی و کمال ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ۔۔ ۔قَالَ: وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ " قَالَ: " فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔۔۔۔" فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ " قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا»[۲۰]۔

(کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ میت کو دفن کرکے چلے جاتے ہیں تو اس کے پاس دو فرشتے آکر اس کو بٹھا دیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے؛ میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں یہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا ہے؟ وہ کہتا ہے یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر آسمان سے ندا کی جائے گی میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت سے فرش بچھا دو اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو، فرمایا: اس کے پاس ہوا اور پاکیزہ خوشبو آتی ہے)۔

معلوم ہوا کہ جب قبر والا نام محمد ﷺ لیتا ہے تو اس کی قبر منور ہو جاتی ہے اور جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ قبر کو ستر ضرب ستر وسیع کر دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ اللہ سے بڑھ جائے۔ اس کے جواب میں صاحب تبیان القرآن لکھتے ہیں کہ "قبر اللہ کے نام سے ہی منور ہوتی ہے لیکن اللہ کے نزدیک اس کا نام لینا اس وقت مقبول ہوتا ہے جب اس کے نام کے ساتھ نام محمد ﷺ لیا جائے۔ اسی طرح انسان لا الہ الا اللہ پڑھنے سے ہی جنتی ہوتا ہے لیکن اللہ سبحانہ کے نزدیک لا الہ الا اللہ پڑھنا مقبول اس وقت ہوتا ہے جب لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ پڑھا جائے"[۲۱]۔

سو اسلام کا دروازہ بھی نام محمد ﷺ سے کھلتا ہے اور اسلام لانے کے بعد اگر کوئی گناہ ہو جائے تو توبہ کا دروازہ بھی آپ ﷺ کے نام سے کھلتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾[۲۲]۔

(اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے، اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز

مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) ﷺ بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا ، نہایت رحم کرنے والا)۔

تحقیقی مطالعہ کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کے لئے مختلف مقامات پر **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ** کا لفظ استعمال کیا ہے، مثلاً:

۱۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾[۲۳] ۔(اے نبی (مکرم) کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں سے)۔

۲۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ﴾[۲۴] ۔(اے نبی: برانگیختہ کیجئے مومنوں کو جہاد پر)۔

۳۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الأَسْرَى﴾[۲۵] ۔(اے نبی (کریم) آپ فرمائیے ان قیدیوں سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں)۔

۴۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾[۲۶] ۔(اے نبی کریم: جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں کے ساتھ اور سختی کیجئے ان پر)۔

۵۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللهَ﴾[۲۷] ۔(اے نبی (مکرم) (حسب سابق) ڈرتے رہئے اللہ تعالیٰ سے)۔

عربی میں لفظ یا کے ساتھ اس وقت ندا کی جاتی ہے جب منادی (جس کو ندا دی جائے) غافل ہو اور ظاہر ہے کہ یہاں نبی اکرم ﷺ کو ندا کی گئی ہے اور غافل ہونا آپ کی شان سے بعید ہے، کیونکہ آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی طرف متوجہ رہتے ہیں تو ان مقامات پر پھر کیا مطلب ہو گا؟

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی صفت النبی کے ساتھ ندا کی ہے اور آپ کے اسم کے ساتھ ندا نہیں کی جس طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کو ندا کرتے ہوئے فرمایا: یا آدم، یا نوح، یا موسی، یا عیسی، یا زکریا اور یا یحییٰ اور آپ کو معزز اور مکرم القاب مثلا: **یاا یھاالنبی ،یاایھا المزمل**، کے ساتھ ندا فرمائی اور اس سے سیدنا محمد ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت اور وجاہت کو ظاہر فرمایا ---اور جو آپ ﷺ کا نام ذکر فرمایا ہے، یہ اس لئے ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ آپ ﷺ کے رسول ہونے کا عقیدہ رکھیں اور آپ ﷺ کو عقائد حقہ میں شمار کریں"[۲۸]۔

مزید اس حوالہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن مجید میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کو ہمیشہ ان کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے جیسے یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم (اے آدم ۔اے نوح۔ اے ابراہیم)، لیکن اپنے حبیب مکرم ﷺ کو خطاب فرمایا تو نام سے نہیں بلکہ اسم وصفی سے، جیسے ارشاد خداوندی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾[۲۹]۔

(اے نبی (مکرم) (حسب سابق) ڈراتے رہیئے اللہ تعالی سے اور نہ کہنا مانئے کفار اور منافقین کا بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا، بڑا دانا ہے)۔اس سے مقصود آپ ﷺ کی عظمت شان اور جلالت قدر کا اظہار ہے۔

علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین نے لکھا ہے "ناداه جلّ وعلا بوصفه عليه الصلاة والسلام دون اسمه تعظيماله وتفخيما"[30]۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور اظہار شان کے لئے وصف نبوت سے یاد فرمایا اور نام لے کر ندا نہیں دی۔ارشاد خداوندی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾[31]۔

(وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے)۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں کہ ''اس آیت طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کبریائی اور اپنے نبی کریم ﷺ کے مقام رفیع اور منصب عالی کا ذکر فرمایا ہے کہ انہیں منصب رسالت پر فائز کرنے والا میں ہوں۔ میں نے ہی اس یتیم مکہ کو کتاب ہدایت عطا فرمائی ہے جس کے مقدر میں اس ظلمت کدہ عالم کو منور کرنا ہے۔ میں نے اس کو ایسا جامع نظام حیات اور شریعت بیضا دے کر مبعوث فرمایا ہے جو افراط و تفریط اور گوناگوں بدعنوانیوں سے روندے ہوئے گلشن انسانیت کے لئے پیغام بہار ہے، جس کو میں نے اس منصب رفیع پر فائز کیا ہے۔ کوئی طاقت اس کو اس شرف سے محروم نہیں کر سکتی۔ ساری دنیا انکار کر دے اس کی عظمت کا ماہ تمام چمکتا ہی رہے گا۔اے کفار تم نے میرے محبوب کے اسم گرامی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مٹا دینے پر اصرار کیا۔اس ورق سے تو تم مٹا سکتے ہو لیکن لوح محفوظ، عرش و کرسی کے بلند کنگروں، جنت کے ایوانوں اور اہل ایمان و محبت کے الواح قلوب پر محمد رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہمیشہ تابندہ و درخشندہ رہیں گے۔ وہاں سے تو تم نہیں مٹا سکتے'' [32]۔

رسولہ میں اضافت غور طلب ہے۔ سارے رسول اسی نے بھیجے ہیں۔ لیکن اس رسول کو جو نسبت ہے ،اس کی شان ہی نرالی ہے۔برق غضب بن کر باطل کو خاکستر کرنے نہیں آیا، بلکہ ابر رحمت بن کر پیاسی دنیا کو سیراب کرنے آیا ہے۔فرمایا: اسے ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ ہدایت سے مراد قرآن اور دین حق سے مراد شریعت محمدی ﷺ ، یا ہدایت سے علم دین اور دین سے مراد عمل۔ دین الحق میں اضافت موصوف الی الصفۃ ہے، یعنی الدین الحق ایسا دین جو حق ہے۔

آخر میں فرمایا کہ میں اپنے رسول کی رسالت کا بھی گواہ ہوں اور اس کی حقیقت کا بھی گواہ ہوں کہ وہ کتاب ہدایت اور دین رحمت لے کر آیا ہے، اور اس بات کا بھی ضامن ہوں کہ یہ دین سب ادیان پر غالب آئے گا اور میری گواہی کے بعد ان سچائیوں کو ثابت کرنے کے لئے کسی دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ [۳۳]۔

(اور آپ کے رب کی رحمت (خاص) بہت بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں)

اے میرے محبوب! تیرے رب کریم کی خصوصی رحمت یعنی منصب رسالت اور ختم نبوت جس سے اس نے آپ ﷺ کو سرفراز فرمایا ہے۔اس کے مقابلہ میں دنیا بھر کے قارونوں کے خزانوں کی کیا حیثیت؟ رحمۃ ربک کے کلمات میں کیا لطف ہے رب تو وہ سارے جہانوں کا ہے، لیکن اس کی شان ربوبیت کی جو خصوصی نسبت آپ ﷺ کی ذات سے ہے وہ تو کسی دوسرے کو نصیب نہیں۔آیت کے اس حصہ میں بتادیا کہ جب معیشت دنیا کی تقسیم میں ان کا کوئی دخل نہیں تو نبوت جو بڑی ہی قیمتی اور گراں بہا متاع ہے اس کی بخشش میں ان کی رائے کون پوچھتا ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ وہ نام جو حضور اکرم ﷺ کی ذات کے لئے تجویز ہوا اور جس کی بشارت کئی صدیاں پہلے دی گئی یہ صرف نام ہی نہ تھا بلکہ وہ نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسم احمد ﷺ کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ حضور ﷺ سے پہلے کوئی یہ نام رکھے ،پھر نام محمد ﷺ کو محفوظ رکھا وہ صرف زمانہ نبوت سے تھوڑا پہلے لوگوں میں ظاہر ہوا اور عربوں میں سے چند افراد نے اپنے بیٹوں کا یہ نام اس لئے رکھا کہ ان کا بیٹا بھی نبی منتظر ہو جس کا زمانہ آچکا ہے، جس کی صبح کی بشارتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یوں بھی اسے محفوظ رکھا کہ جن لوگوں نے یہ نام رکھے تھے وہ نبوت کا دعویٰ کرتے یا کوئی اور ان کے بارے میں یہ بات کرتا۔

اگر حضور ﷺ کے پیروکار جو آپ ﷺ کی شریعت پر ایمان لائے ،آپ ﷺ کی نبوت کی حقیقت کو پہچانا اور قریب سے اللہ تعالیٰ کے ان انوار کا مشاہدہ کیا جو حضور ﷺ کی وجہ سے ان پر برس رہے تھے۔اگر وہ ارادہ کرتے کہ آپ ﷺ کے لئے موزوں نام کا انتخاب کریں جو جلال نبوت اور عظمت نبوت کے مناسب ہوتا تو اسم محمد سے زیادہ معزز اور مناسب نام نہ پاتے۔ علاوہ ازیں :اسلام میں دخول بھی اسم محمد سے ہوتا ہے۔توبہ اسی نام سے قبول ہوتی ہے۔قبر میں اجالا اسی نام سے ہوتا ہے۔قبر میں جنت کی کھڑکی اسی نام سے کھلتی ہے۔ شفاعت کبریٰ اسی نام سے ہوگی اور جنت کا دروازہ بھی اسی نام سے کھلے گا۔

نتائج تحقیق

اس مقالہ کے نتائج حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضور اکرم ﷺ کے اسماء ذات دو ہیں احمد اور محمد۔آسمان میں احمد ہے اور زمین پر محمد ہے۔

۲۔ محمد جیسے عمدہ الہام وتدبیر سے آپ ﷺ کے لئے بطور علم منتخب کیا گیا ہے اور کئی قرون تک زندگی کے ضمیر میں محفوظ رکھا گیا ہے۔ یہ صرف نام ہی نہیں بلکہ نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

۳۔ اسم محمد تجویز کرنے میں حسن اتفاق کا معاملہ نہیں، کیونکہ حسن اتفاق کا معاملہ مان لیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے مواقع کہاں ہوں گے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جب کسی کو منتخب کرے گا تو اس کی تدبیر وحکمت کی آیات کہاں جلوہ گر ہوں گی۔

۴۔ دوسرا حسن اتفاق کا معاملہ اس لئے نہیں کیونکہ آقا دو عالم ﷺ کی پیدائش کے موقع پر یہ نام معروف نہیں تھا۔ اگر بالفرض معروف تھا بھی تو پھر بھی اس قریشی ہاشمی بچے کا یہ نام تجویز کرنا ایسے امور میں سے نہ تھا جس کا پہلے سے انتظار کیا جا رہا ہو۔

۵۔ اسم محمد کو تمام ناموں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور یہ لفظ (محمد) علم (نام) بھی ہے اور صفت بھی۔ اور آپ ﷺ کے حق میں یہ دونوں چیزیں جمع ہیں۔

۶۔ نبی اکرم ﷺ علی الاطلاق حسن اور کمال ہیں۔ اگر آپ ﷺ میں کسی وجہ یا کسی اعتبار سے کوئی عیب یا نقص ہوتا تو آپ ﷺ علی الاطلاق محمد نہ ہوتے، کیونکہ نقص اور عیب کی مذمت ہوتی ہے، حمد نہیں ہوتی۔

۷۔ حضور اکرم ﷺ احمد الحامدین (حمد کرنے والوں میں سے سب سے آگے) احمد المحمودین (جن کی تعریف کی جاتی ہے ان میں سے بھی رفیع) ہیں۔

۸۔ محبوب مکرم ﷺ کے پیروکار جو آپ ﷺ کی شریعت پر ایمان لائے، اگر وہ ارادہ کرتے کہ آپ ﷺ کے لئے موزوں نام کا انتخاب کریں جو جلال نبوت اور عظمت نبوت کے مناسب ہوتا تو اسم محمد سے زیادہ معزز اور مناسب نام نہ پاتے۔

حوالہ جات وحواشی

١ ۔ سورۃالصف ٦١:٦

۲۔ امجدی ،محمد شریف الحق ،نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری،فرید بک سٹال لاہور،ج۴،ص۵۰۷۔۵۰۸

۳۔ سورۃآل عمران۳:۴۴ ١

٤۔ سورۃالاحزاب۴۰:۳۳

٥۔ سورۃمحمد۲:۴۷

٦۔ سورۃالفتح۴۸:۹ ۔۲

۷۔ البخاری،ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل ,(متوفٰی ۲۵۶ھ)،الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ، کتاب المناقب،باب ماجاءفی اسماءرسول اللہ،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۲ھ،رقم الحدیث ۳۵۳۱

۸۔ المالکی،ابوعبدمحمد بن خلیفہ ابی ،(متوفیٰ۸۲۸ھ) ،اکمال اکمال المعلم، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ،۱۱۵ھ ،ج۸،ص۹۳
۹ ۔ القاری،علی بن سلطان محمد،(متوفیٰ۱۰۱۴ھ)،جمع الوسائل،مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی،ج۲،ص۲۲٦۔۲۲۷
۱۰۔ ایضا
۱۱ ۔ الخطیب،عبد الکریم ،النبی محمد،مطبوعہ ضیاءالقرآن پبلیکیشنزلاہور،ص۲۹
۱۲ ۔ ایضا،ص۳۱۔۳۲
۱۳۔ عسقلانی ،حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر ،(متوفیٰ ۸۵۲)،فتح الباری، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور ،ج٦،ص۵۵۵
۱٤۔ سعیدی ،غلام رسول ،تبیان القرآن،فرید بک،لاہور ،ج۱۱،ص۱۲۹
۱۵۔ البخاری،الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ،کتاب المناقب،باب ماجاءفی اسماءرسول اللہ، رقم الحدیث ۳۵۳۳
۱٦۔ سعیدی،تبیان القرآن،ج۱۱،ص ۱۲۹
۱۷۔ ابن قیم جوزیہ ،شمس الدین محمد بن ابی بکر ،(متوفیٰ۷۵۱ھ)،جلاءالافہام، مطبوعہ دارالکتاب الاسلامی بیروت ،۱۴۱۷ھ ،ص ۹۳
۱۸۔ القاری،علی بن سلطان محمد،(متوفیٰ۱۰۱۴ھ)،مرقات ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان،۱۳۹۰ھ،ج ۱ ،ص ۵۱
۱۹ ۔ عثمانی ،شبیر احمد ،(متوفیٰ ۱۳٦۹ھ) ،فتح الملہم، مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی ،ج ۱،ص ۱۰۴
۲۰۔ سبحستانی ،ابو داؤ د سلیمان بن اشعث ،(متوفیٰ۲۷۵ھ)،سنن ابی داؤد، کتاب الدیات ،باب المسالۃ فی القبر وعذاب القبر،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت،۱۴۱۴ھ ، رقم الحدیث ۴۷۵۳
۲۱۔ سعیدی،تبیان القرآن،ج۱۱،ص۱۳۱
۲۲۔ سورۃالنساء۴: ٦۴
۲۳۔ الانفال۸:۴ ٦
۲٤۔ ایضا:٦۵
۲۵۔ ایضا:۷۰
۲٦۔ سورۃالتوبۃ۹:۳ ۷
۲۷۔ سورۃالاحزاب۳۳:۱
۲۸۔ اسماعیل حقی حنفی،روح البیان،مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ،ج۷،س۱۵۷
۲۹۔ الاحزاب۳۳ :۱
۳۰۔ الألوسی ،ابوالفضل سیدمحمود (متوفیٰ۱۲۷۰ھ)،روح المعانی فی تفسیرالقرآن العظیم والسبع المثانی،مطبوعہ داراحیاءالتراث العربی،بیروت، ج۱۱،ص۱۴۴
۳۱۔ سورۃالفتح۴۸:۲۸
۳۲۔ الازہری ،محمد کرم شاہ ،ضیاءالقرآن،مطبوعہ ضیاءالقرآن پبلیکیشنزلاہور،ج۴،ص۵٦٦
۳۳۔ سورۃالزخرف۴۳:۳۲